



# آداب زبان

از  
میانی دکتر محمد شرف اصفهانی  
محمد احمدی

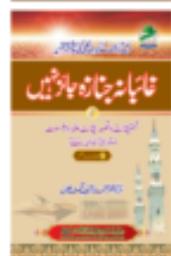
صلی طامستیقه هر پاییکیشانو  
5-6 هرگز از او نیست در بارهای سخت لادور  
0315 / 9407699

# مولانا نسیم حنفی اشرف صدیق جلال

بانگ  
ادارہ صرایح امامتیہ  
پاکستان

نہجت  
11

کام اور اچھوئے موضوعات پر لشیخ



S.M

صہراطِ امتیہ مرتباٹ یونیورسٹی  
5-6 مریم آغا بیوی دریا راجہ سکھیت لاہور  
0319 / 0321 - 9467699, 8321-8854956



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



قرآن و سنت کے پیغام کو عاًگرنے  
دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے

**اسلام کی آفیقی تعلیمات سے عوام کو روشنائی کروانے کیلئے**

کمزہ العالیاء مفت کے زیر اسلام بخراوم

مُؤْمِنُونَ فِي دِيَنِ رَبِّهِمْ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُهُ

کے تمام کتب و رسائل عوامِ الناس میں تقسیم کرنے کیلئے  
رُعَايَت پر حاصل کریں **50%**

بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رابطہ فرمائیں

پبلی کیشنز  
**صُلُطَّانِ قَمْ**  
5-6 مرکزاً الاولیاء  
دنیارہ مارکیٹ لاہور

0315,0321-9407699

0321-8654956

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلٰامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبٰءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلٰى آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَآهٰلِ بَيْتِهِ وَأُولَٰئِكَ أُمَّةٌ مَّا  
أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدِيهِ رَقِيبٌ عَيْنٌ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ الْأَمِينُ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوْا عَلٰيْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا

الصَّلٰوةُ وَالسَّلٰامُ عَلٰيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلٰى آلِكَ وَآصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ  
مَوْلَايَ صَلٰى وَسَلِّمَ ذَاهِمًا أَبَدًا  
عَلٰى حَبِيبَكَ خَيْرِ الْخَالقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عمنوالہ و اعظم شانہ و اتم بر حانہ کی حمد و شاہرا حضور اکرم، نور مجسم، شفیع محشر، ما لک کوڑ، محبوب طبر، احمد مجتبی، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد وارثان منبر و محراب، ارباب فکر و دانش، اصحاب محبت و مودت، حاملین عقیدہ اہلسنت، تہایت ہی مختشم و معزز حضرات و خواتین! رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے حالت روزہ میں ماہ رمضان المبارک کے نورانی ماحول میں ہم سب کو "ادارہ صراط مستقیم" کے فہم دوں کوہرس" کے نویں درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔  
آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

## ﴿آداب زبان﴾

میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہم سب کو آداب زبان ملحوظ خاطر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس عشرہ رحمت کے عروج میں سب کی جھوپیوں کو رحمت سے معمور فرمائے۔  
خالق کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ ۝ ..... انسان اپنی زبان سے جو بات بھی کرتا ہے ایک محافظ اُس کے پاس موجود ہوتا ہے جو فوراً

اس کو لکھتا ہے، اس کے ریکارڈ کو مرتب کرتا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ: ق، رقم السورۃ: 50، رقم الآیۃ: 18)

### ہزار زبان ایک راز ہے

زبان انسان کا ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن پورا انسان اس چھوٹے سے عضو کے نیچے لپٹا ہوا ہوتا ہے:

**الْمَرْءُ مَخْبُوْتٌ تَحْتَ لِسَانِهِ ..... انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے، زبان سے اس کا ظہور ہوتا ہے، زبان سے انسان کا تعارف ہوتا ہے اور زبان سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔**

(الفسیر الکبیر، سورۃ طہ، تحت الآیۃ رقمہا: 25، ج: 22، ص: 42)

یہ چھوٹی سی زبان پورے انسان پر پرداہ ہے، اگر انسان خاموش بیٹھا ہے تو آپ کو یہ پڑھ نہیں چلے گا کہ یہ عالم ہے یا جاہل ہے، یہ عاقل ہے یا جنم ہے، لیکن جب بولنا شروع کرے گا اُس کے الفاظ سے تم بہت جلد اس حقیقت تک پہنچ جاؤ گے کہ یہ انسان واقع میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔

زبان سے پھسلنا انسان کو وہاں گراتا ہے کہ قدم کی پھسلن انسان کو وہاں تک نہیں گراتی، زبان کا معاملہ اتنا زم ہے کہ اس کے یک لفظ کی وجہ سے ذرہ افتاب بن جاتا ہے اور اس کے یک لفظ کی وجہ سے ہی انسان ہڑیا کی رفتتوں سے گر کر گز ہے کامیں بن جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلطے میں اپنی امت کو فحاطہ کیا کہ جب زبان کا معاملہ اتنا حساس ہے تو کبھی بھی اپنی زبان کو حركت دیتے وقت، اس سے الفاظ لکھتے

وقت بے تو جنی کا شکار نہ ہوا، سوچ کے بولنا، سمجھ کے لفٹگو کرنا اور پھر اس کے جو شرعی تفاسیرے اور آداب ہیں انکو مخوض خاطر رکھتے ہوئے ہر وقت اس زبان کو راہ راست پر لگائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم یہ نور پھری لفٹگو سماعت کریں گے تو ساتھ ساتھ ہم اپنا محساہہ بھی کریں گے اور آئندہ کیلئے یہ عمد بھی کریں گے کہ اگر پہلے زبان کہیں بے جا بھی چلتی ہے تو اب ان شاء اللہ ہم پابندگی کریں گے اور اپنی زبان کو آداب کے دائرے میں رکھ کر آداب کی ٹھیکانے میں زبان سے حکمت کے کام لیتے رہیں گے۔

### ﴿کامل مسلمان﴾

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

**الْمُسْلِمُ مَنْ سَلَّمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ ..... مُسْلِمٌ وَهُوَ كَمْ جِئْنَى زِبَانَ سَأَوْهَا تَحْسِيْنَ سَأَوْهَا مُسْلِمٌ مَخْفُظٌ رِّبَابِهِ ہے۔**

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: المُسْلِمُ مِنْ سَلَّمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، ج: 1، ص: 13، رقم الحدیث: 10)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر تمام اعہاء کے مقابلے میں دو کو اہم سمجھا کہ جن کی اذیت مسلمانوں تک زیادہ پہنچتی ہے، ان میں سے ایک زبان اور دوسرا بندے کا ہاتھ ہے اور پھر ان میں سے ہاتھ پر زبان کو قدم کیا:

**مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ ..... مُسْلِمٌ وَهُوَ كَمْ جِئْنَى زِبَانَ اور دوسرا بندے مُسْلِمٌ مَخْفُظٌ رِّبَابِهِ ہے۔**

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کو ہاتھ پر مقدم اس لئے کیا کہ اتنے اذیت کے کام ہاتھ سے نہیں ہوتے، جتنے زبان سے ہوتے ہیں اور اتنی آسانی کے ساتھ ہاتھ دوسرے کو نقصان نہیں پہنچانا چلتی آسانی سے زبان دوسرے کو اذیت پہنچاتی ہے، ہاتھ رکت میں لا و گے تو اس میں کچھ قوت لگانی پڑے گی مگر زبان کو رکت دینے میں اتنی قوت نہیں لگانی پڑے گی، ہاتھ سے کسی کو اس وقت مار دے گے جب وہ قریب ہو گا لیکن زبان سے دور والے کو بھی اذیت پہنچا سکتے ہو۔

پھر یہ دیکھیں کہ ہاتھ سے جس وقت کوئی بندہ کسی کو اذیت پہنچانا ہے تو اس وقت دوسرے بندہ اس کے قریب ہو گایا درمیان میں کسی آله کی حاجت ہو گی، اسلام کی ضرورت ہو گی، اس سے یہ شخص دوسرے پر حملہ آور ہو گا اور اس کو تکلیف پہنچائے گا، لیکن زبان کیلئے کسی اور اسلام کی ضرورت نہیں ہے، جہاں بیٹھے ہو وہاں کھلتی ہے تو دوسرے شخص کو اس کے حملے کا درد محسوس ہوتا ہے اور پھر اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ہاتھ سے صرف اسی کو مارا جاسکتا ہے جو حاضر ہو لیکن زبان سے عاب کو بھی تکلیف پہنچائی جاسکتی ہے، ہاتھ کا تعلق زندہ لوگوں کے ساتھ ہو گا جبکہ زبان ان کو بھی اذیت پہنچا سکتی ہے جو ماضی میں گزر چکے ہیں، جو حال میں موجود ہیں ان کے بارے میں بھی یہ کوئی نازیبا لفظ بول سکتی ہے اور جو مستقبل میں پیدا ہونے والے ہیں ان تک بھی اس کی اذیت کا دائرہ وسیع ہو سکتا ہے۔

اس واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکمت بھرے اس فرمان کا انداز بھی واضح کر رہا ہے کہ زبان کو سنجاانا کتنا ضروری ہے اور اس کی ہلاکتوں کا دائرہ کتنا وسیع ہے،

انسان اس سے کہاں کہاں تک حملہ آور ہو سکتا ہے اور اس سے کتنا بڑا نقصان ہو سکتا ہے تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادیا کہ: کامل ایمان اُسی کا قرار پائے گا جو اپنی زبان کو بھی حفظ و حفظ کر کے گا اور اپنے ہاتھ کو بھی روک کر رکھے گا، اپنی زبان سے بھی اور وہ کو سلامتی بخشنے کا اور اپنے ہاتھ سے بھی دوسروں کو حفظ و حفظ کر کے گا۔

### مشرکین کی ہجوئی

اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان بھی ہماری بہت رہنمائی کرتا ہے، جس وقت آپ نے حضرت حثاں بن ناہت رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا:

أَعْجُجُ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّهُ أَشَدُ عَلَيْهِمْ مِنْ رَهْبَةِ الْبَلِ .....  
اے حثاں! تم اپنے اشعار کی شکل میں مشرکین کی ہجوئی کرو، اُن کی مددت بیان کرو، مشرکین پر اپنی زبان سے حملہ کرو۔

(بیض القدیم، ج 2، ص: 62)

مشرکین کو تیروں سے ایسے رشم نہیں ہو سکیں گے جیسے گہرے رشم زبان سے تم لگاؤ گے۔ زبان اگر حق بات کا انکھار کرتی ہے تو فائدہ میں یہ ہاتھ کے کام سے کہیں آگے نکل جاتی ہے اور اگر یہ اپنی افادیت کھو بیٹھتی ہے تو پھر دمری طرف بھی اس کے اڑاٹ بہت زیادہ، دوسرس اور مہلک ہوتے ہیں، یہاں تک کہ ہاتھ سے جس کو مارا جاتا ہے وہ رشم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان سے جس پر حملہ کیا جاتا ہے وہ رشم بھی بھی نہیں بھرتے:

جَرَاحَاتُ التِّسَانِ لَهَا الْتَّيَامُ

وَلَا يَلْقَامُ مَا جَرَحَ الْتِسَانُ

وانتوں کے زخم تو مست جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بنتے۔

(فصل المقال فی شرح کتاب الامثال، وہذا جماعت أبواب الامثال فی صوف المطلع،  
الباب الأول فی حفظ اللسان، باب المثل فی حفظ اللسان، ج: 1، ص: 24)

کسی کے بارے میں یہ بے جا چلتی ہے تو اس کی گپڑی اچھاتی ہے، اس کی عزت کو پچھی کی طرح کاتتی ہے تو اس کے زخم نسلوں تک یاد رکھنے جاتے ہیں اور کبھی یہ زخم بھرنے نہیں پاتے۔ اس واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مرد و زن کو متوجہ کر دیا کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھو، بولتے وقت یہ کیسے چلتی ہے، اس کے لفظوں کا تعلق کس ذات کے ساتھ ہے، انسانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھو، بالخصوص جس خالق نے اس کو پیدا کیا ہے، اس کے بارے میں بھی زبان کھولتے ہوئے کوئی نازیبا الفاظ نہ بولو اور جن کا کلمہ پڑھ کے تمہیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کو ہر وقت پیش نظر رکھو، وہ اولیاء کرام حبهم اللہ تعالیٰ جن کو سراط مستقیم کا آجالاً قرار دیا گیا ہے، ان کے بارے میں بھی بولتے ہوئے اپنی زبان کو دائرے میں رکھو، ادب سے ان کا نام لو، وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار جن کے مقدس نام ہیں، جب ان کا نام زبان پر آئے والا ہو تو زبان کو پہلے سے ان کے ادب کیلئے جنک جانا چاہئے اور تیاری سے ان کا نام نہایت پیار سے لہما

چاہیے۔ زبان جیسے ہی اپنی افتوں کا اظہار کرے گی، خالق کائنات جل جلالہ ان مقدس ذوات کے دلیل سے ان بولنے والوں کو ہر لمحہ اپنی عظمتیں عطا فرمادے گا۔

### ﴿جنت کی ضمانت﴾

اس سلسلے میں زبان کی جو مختلف معاملات میں حیثیت ہے اس کا جو مرکزی کردار ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمارے لئے مشغل راہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف القاظ میں، واضح طور پر اعلان یہ یہ فرمادیا تھا:  
 مَن يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ ..... جو شخص  
 مجھے اپنے دو اعضا، کی ضمانت دے گا، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

ما بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ ..... جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان زبان کا چھوٹا سا نکٹرا ہے اور جو اس کی دو نگلوں اور قدموں کے درمیان عضو ہے، ان دو کی خلافت کی جو شخص مجھے ضمانت دے گا کہ وہ ان کو حدود میں رکھے گا اور ان سے خلاف درزی نہیں کرے گا ہوتق کے مطابق ان کو رکھے گا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: میں آج ہی اس کو جنت کی ضمانت دے دیتا ہوں، اگر اس نے زندگی حدود کے اندر گزاری تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو یقیناً جنت عطا فرمادے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاد، باب: حفظ اللسان،

ج: 5، ص: 2376، رقم الحدیث: 6109)

### ﴿زبان، جنتی یا جہنمی بنخے کا سبب﴾

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے محبوب صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللَّهُ بَهَا**  
درجات

ایک شخص اپنی زبان سے ایک لفظ بولتا ہے اور وہ لفظ اللہ تعالیٰ کی رضا والا لفظ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشبوی ہے، اسی انسان نے کس امداز میں وہ لفظ بولا:

لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا ..... بولتے وقت کوئی توجہ ہی نہیں تھی، ول متجه ہی نہیں تھا،  
و ماغ متوجه ہی نہیں تھا، و یہے ہی وہ کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا، ہیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: یہ کلمہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا معتر ہو گا کہ خالق کائنات جل جلالہ اس کے صدقے اُس کے درجات کو بلند فرمادے گا۔

دوسری طرف:

**إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا ..... بھی**  
بندہ جب زبان چلاتے وقت کوئی ایسا لفظ بولتا ہے جس کوں کر اللہ تعالیٰ نار پر  
ہوتا ہے، اس نے اس لفظ کی طرف خیال ہی نہیں کیا تھا،  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَهُوِيْ بِهَا فِي جَهَنَّمَ ..... یہ بندہ اس ایک لفظ کی وجہ سے جہنم میں جاگرتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرفق، باب: حفظ اللسان،

ج: 5، ص: 2377، رقم الحديث: 6113)

آپ دیکھیں کہ زبان کا کتنا بڑا ادخل ہے اور کتنی بڑی کلیدی حیثیت ہے، ایک انسان جہنمی تھا، جہنم کا ایندھن تھا، وہ ذرہ خاک سے بھی پورا تھا، اوتھی تھا، لیکن اُس کی زبان پر جب یہ الفاظ آگئے:

أشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

جب اُس نے یہ الفاظ بول دیئے اور اُس کی زبان پر یہ کلمات آگئے، دل میں تقدیر تھی، زبان پر اقرار تھا، اب وہ کافی نہیں، گلاب بن گیا ہے، اب وہ ذرہ نہیں، افتاب بن گیا ہے، اب اُس کو عظمتیں مل گئی ہیں۔

لیکن جب اسی زبان سے کوئی کفر بول دتا ہے تو وہ ہر لمحہ بندے کو عظمتوں سے ہمکنار کرتی وہ جو جنت کے بالاخانوں کا مہمان بننے والا تھا، وہ جہنم کے گزھوں کا اسیر بن جاتا ہے تو اس کا سبب کیا ہے، یہی زبان ہے۔

اس کے دو طرح کے کردار ہیں جب اُس کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور اس کو مناسب حدود میں رکھا جاتا ہے تو وہ ہر لمحہ بندے کو عظمتوں سے ہمکنار کرتی ہے، اگر اس کو بے لگام بنا دیا جائے تو یہ ایسا تیر ہے جو بندے کو خود ہی لگتا ہے اور ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ میرے آقا ﷺ کے ارشاد فرمائے گئے: میں نے جہنم کو جھاٹک کے دیکھا تو مجھے وہاں وہ لوگ نظر آئے جو زبان کے مارے ہوئے تھے، جو زبان کے کئے ہوئے تھے، جن کو زبان نے مجرم بنایا تھا، جن کو زبان نے جہنمی بنایا تھا۔

تو اس واسطے حضور اکرم ﷺ کے فرائیں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ بات ابتدائی

طور پر طے کر لئی چاہیئے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ یہ فرمارتا ہے کہ لوگو! تم بولتے ہو تو یہ نہ سمجھو کہ کوئی سن نہیں رہا، جہاں بھی پڑھنے ہوا ورکوئی سنتے یا نہ سنتے، اللہ تعالیٰ تو سخنا ہے اور پھر ساتھ ماس نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے جو لکھتے بھی ہیں اور ریکارڈ تیار بھی کر رہے ہیں کہ تم نے کسی کی غبیبیت کی تھی، کسی کی چھٹلی کی تھی، کسی کی عزت پر حملہ کیا تھا، کسی کا تم نے مذاق اڑایا تھا، کسی پر الزام لگایا تھا، کسی پر طعن کیا تھا، کسی پر بہتان پاندھا تھا، وہ سارا ریکارڈ جب تیار ہو رہا ہے تو بندے کو اس انداز میں مقابلہ ہو کے بولنا چاہیئے۔ ایسے بولنے سے ہزار مرتبہ بہتر وہ خاموشی ہے، جس خاموشی کی وجہ سے بھی خالق کا کنات بندے کو بندگی کا ثواب عطا فرمادتا ہے۔

اب بیہاں پر جس چیز کو واضح کیا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائے گئے: بندہ بولتا ہے اس کا خیال بھی نہیں ہوتا، ایک لفظ بولتا ہے اس کی بگڑی بن جاتی ہے۔

### ﴿اتوکھا عمل﴾

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:  
 قیامت کا دن ہو گا تو خالق کا کنات جل جلالہ کی طرف سے میدانِ محشر میں  
 بھرے مجھ کے اندر ایک شخص کیلئے یہ پیغام آجائے گا:  
 یَا قَلْانُ اذْهَلِ الْجَنَّةَ ..... اَسَانَانِ اچلو جنت میں تشریف لے چلو،  
 جنت میں داخل ہو جاؤ،  
 بِعَمَلِكَ ..... اپنے ایک عمل کی وجہ سے،  
 اُدھر ایک شخص کے بارے میں ہے کہ اس شخص نے پانچ سو سال تک بندگی کی تھی

لیکن پھر اس شخص کو اس کے عمل کی بنیاد پر نہیں بلکہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے جنت دی گئی۔

(المسددرک علی الصحیحین، کتاب: معرفۃ الصحابة رضی اللہ عنہم، کتاب التوبۃ و  
الاتابۃ، ج: 4، ص: 278، رقم الحديث: 7637)

اب اس شخص سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اپنے ایک عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ایک خصوصی عمل تیری نجات کا سبب بن گیا ہے اور اس عمل کی وجہ سے ہم نے رحمت کر دی ہے اور یہ عمل رحمت کا ذریعہ بن گیا ہے، تم اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ شخص فوراً اپنے حال پر غور کرے گا تو اس کا جو ماضی ہے وہ اندر چھروں سے بھرا ہوا ہے، وہ شرم دہ ہے کہ میرا تو کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے اج مجھ کو ختنی قرار دے دیا جائے، با رہار وہ نامہ اعمال میں غور کرتا ہے، با رہار زندگی کے شب و روز پر لگاہ ڈالتا ہے تو اسے کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا جو اس کے جنت میں جانے کا سبب بننے والا ہو، بالآخر وہ بولے گا اور کہے گا:

إِلَيْهِ مَا ذَا عَمِلْتُ ..... يَا أَلِي! میرے کس عمل کے بارے میں بتا رہے ہو جو مجھے جنت میں لے جا رہا ہے، میں کیسے اپنے عمل کی بنیاد پر جختی بن رہا ہوں، مجھے تو کوئی عمل ایسا نظر نہیں آتا،

خالق کا ناتھ جل جلالہ کی طرف سے یہ جواب ہو گا:  
 أَلْسَتَ لَمَّا كُنْتَ نَائِمًا ..... میرے بندے تمہیں یاد نہیں ہے، فلاں رات کو تم سوئے ہوئے تھے، حالت نیند میں تھے،  
 تَقَلَّبَ مِنْ جَنْبٍ إِلَى جَنْبٍ ..... تو نے کروٹ بدی، جس وقت تھے نے

حالت نیند میں پہلو تبدیل کیا، ایک پہلو سے دوسرا سے پہلو پر بدلت کر سویا تو تیری زبان سے ایسے میں ایک لفظ انکلا:

**فُلْكٌ فِي خَلَلٍ ذَالِكَ ..... تو نے جس وقت کروٹ بدلت تو اس دوران تیری زبان سے لفظ "اللہ" انکلا، تیری زبان سے لفظ اللہ صادر ہوا اور کروٹ بدلت کے سوگیا،**

**نُمْ عَلَيْكَ النَّوْمُ ..... پھر تجھے پر نیند کا غلبہ ہو گیا،**

**فَنَسِيْتَ ذَالِكَ ..... اور تجھے وہ بھول گیا، تیری یادداشت میں ہی نہیں کرنے اس وقت لفظ اللہ بولا تھا، پہلے تو سویا ہوا تھا، کروٹ بدلت تو یہ لفظ انکلا، پھر تجھے پر نیند غالب آگئی اور تو سوگیا، میرے بندے تجھے یاد ہوا چاہیئے میں نے دنیا میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ذرہ بھر بھی کسی پر ظلم نہیں کروں گا، میں یوم الدین کو سب کی جزا دوں گا، ہر ایک کے چھوٹے سے چھوٹے عقل کو بھی رای بیگان نہیں جانے وہ گا، تو اس کو بھول گیا،**

**أَمَا أَنَا فَلَا تَأْخُذُنِي سِتَّةٌ وَ لَا نَوْمٌ فَمَا نَسِيْتَ ذَالِكَ ..... لیکن میں بھول نہیں ہوں، تو اس کو بھول گیا، تجھے تو یاد نہیں ہے تو سوگیا، لیکن مجھے تو نیند آتی ہی نہیں ہے، میرے بندے اس وقت بے خبری کے عالم میں تم نے ایک مرتبہ میرا نام لیا تھا، تو تیری زبان کے اس لفظ کی وجہ سے آج میں نے تیرے لیے جنت کا اعلان کر دیا ہے۔**

(الفسیر الكبير، تفسیر سورۃ الماتحة، رقم الآية: 3، ج: 1، ص: 204)

اس شخص کو ایک لفظ کی بیباوری جنت دی جا رہی ہو گی، اس زبان کی عظمت اور اس کے صحیح استعمال کا کتابیز افائدہ ہے۔ دوسری طرف اس زبان سے ایک لفظ انکل جاتا ہے جس کی وجہ سے بندہ آتی بلندی سے نیچے گرتا ہے، آسمان سے نیچے گرنے والے کا اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا زبان کے لفظ کی وجہ سے گرنے والے کا نقصان ہوتا ہے۔

ہم بولتے وقت نہیں سوچتے، بہت سے جملے خواتین میں رانج ہو چکے ہیں، بات بات پر یہ بول دیتی ہیں کہ: ظلم خدا کا، قبر خدا کا، غصب خدا کا۔ یہ الفاظ بولتے وقت وہ سوچتی ہی نہیں کہ وہ ظلم کی نسبت کس کی طرف کر رہی ہیں، یہ افظو بولتے وقت انسان توجہ ہی نہیں کرتا، ایک لفظ بولنے سے وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے، بلکہ اس کا مقدار بن جاتی ہیں، تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زریں فرمان آج اس تقویٰ کے موسم بہار میں ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اپنی زبان پر پھرے لگائیں، جب مکمل ریکارڈ تیار ہو رہا ہے، اس سے اتنے بڑے خمار سے ہو سکتے ہیں تو بولتے وقت اتنا سوچ کے بولے، ادھر زبان سے لفظ لٹکل رہا ہو ادھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس لفظ کو موتیٰ کی طرح چمن رہی ہو، اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کو قبول کیا جا رہا ہو، جب ایسے احساس کے ساتھ زندگی گز رے گی تو یہ زبان ہی بندے کیلئے جنت کی ہمامت بن جائے گی۔

### اے زبان! اللہ سے ڈر ھے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی دم سحر اور صح کے وقت سننا کہتی بڑی سعادت کا باعث ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

**إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ ..... جَبْ صَحْ كا وقت ہوتا ہے، انسان پر صح کا وقت آتا ہے اور حس وقت ابن آدم صح کرتا ہے تو**

**فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلُّهَا تُكَفِّرُ الْلَّسَانَ ..... اس کے بدن کے سارے اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہو جاتے ہیں، ”تُكَافِرُ“ کا یہاں پر معنی**

تو اپنے یعنی خشوع کرتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں، سارے اعضاہی زبان کے سامنے منت سماجت کرتے ہیں، زبان کے سامنے دست بستہ یہ درخواست کرتے ہیں، زبان کے سامنے پیغام کرتے ہیں:

اَتَقِ اللَّهُ فِينَا ..... اَسْلَمْ! اَسْمِیں بچا کے رکھنا،  
ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا .....  
اَسْلَمْ! اَسْمِیں تباہ و بر بادنہ کر دینا .....  
اَسْلَمْ! اَسْمِیں جہنمی نہ نہادنا .....

سب کچھ تیرے کنٹرول میں ہے اور تیری حرکت میں سب کچھ چھپا ہوا ہے، تھوڑی سی حرکت کرے گی تو برکت بھی مل سکتی ہے اور تھوڑی سی حرکت کرے گی تو دامت بھی اتنی آنکھی ہے جو کبھی مست ہی نہیں سکتی۔

سارے اعضاہے زبان سے یہ آ کے کہنا شروع کر دیا، پھر کا وقت ہے، سارے اعضاہے زبان سے یہ درخواست کر رہے ہیں:

اَتَقِ اللَّهُ ..... اَسْلَمْ! اللہ سے ڈر،  
فِینَا ..... ہمارے بارے میں،

فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ ..... ہماری ساری لاج تیرے پاس ہے، ہماری حیثیت تیرے پاس ہے، ہماری عقلمندی اے زبان! تیرے کنٹرول میں ہے، ہمارا وقار بھی تیرے پاس ہے، اگر تو بے جا چلے گی تو ماہمیں پڑے گی، پیچھے کہتی ہے کہ اگر تو نے کسی کو گالی دی تو ملکے چھپے نہیں پڑیں گے، ملکے مجھے پڑیں گے، ہاتھ کہتے ہیں کہ کافاً مجھے جائے گا، قدم کہتے ہیں کہ رُختی میں ہو جاؤں گا۔

اے زبان! ہوش سے بول، دنیا میں بھی ہم تیرے پیچھے ہیں، عقبی میں بھی تیرے پیچھے ہیں، دنیا میں اگر تو ایسے بے وجہ چل گئی تو پھر تیری وجہ سے ہمیں کوکوں پر نایا جا سکتا ہے، ہمیں دنیا کی آگ کا ایندھن ہنایا جا سکتا ہے، ہمیں جیلوں میں ڈالا جا سکتا ہے۔ اے زبان! سوچ کے بول، ہوش سے بول، تو شام سے پہلے پہلے ہمیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دینا، دنیا میں دیکھا اور آخرت میں بھی دیکھا، اگر تو دنیا میں ایک بارگاہی نکالے گی تو ہمیں جنمی ہنا دیا جائے گا، اگر تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معمولی سی تو ہیں بھی کرو دی تو ہمارے سارے اعمال را یگاہ ہو جائیں گے، اگر تو نے اولیاء اللہ کی عداوت کا کوئی جملہ بول دیا تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرمرا ہے:

مَنْ عَادَى لِيْ وَرِثَى فَقَدْ آذَنَّهُ بِالْحَرْبِ .....

جو میرے دل سے عداوت کرتا ہے میں اس سے اعلان بجک کر رہا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرفاقت، باب التواضع، ج: 5، ص: 2384، رقم الحدیث: 6137)

اے زبان! ہوش سے چل تو غیبت کرے گی تو ہم پر لازم آجائے گا کہ ہم اپنے بھائی کا گوشت کھارہ ہوں اس واسطے سارے اعھاء زبان سے یہ عرض کر رہے ہیں:

فَإِنَّمَا نَحْنُ بَكَ ..... ہم تیرے حد قے آباد ہیں، تیری وجہ سے ہی آباد ہیں،

تیرے سہارے ہی آباد ہیں، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم سید ہے رہیں گے،

فَإِنِّي أَسْتَقْمُتُ، أَسْتَقْمُنَا ..... تجھے میں استقامت ہو گی تو ہم میں بھی استقامت ہو گی تو سیدھی ہو گی تو ہم سید ہے ہوں گے،

وَإِنِّي أَعُوْجَحُتُ، إِعْوَجَجْتُ ..... اَغْرِقْتُهُمْ هُوَ جَانِي  
گے، اگر تو بُری ہو جائے گی تو ہم بُرے ہو جائیں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب: حفظ اللسان،

ج: 4، ص: 605، رقم الحديث: 2407)

سارے اعضاء زبان سے درخواست کر رہے ہیں کہ دن آج جو شروع ہو گیا ہے،  
اے زبان! سارا دن اور آنکھ رات اپنا خیال رکھنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ جرم تو  
کرے اور زندہ ہمیں بھکتی پڑ جائے، تو اس بیان پر یہ زبان انسان کی سیرت اور  
انسان کے حسن خلق کیلئے کلید اور چاپی ہے، انسان کی معيشت، معاشرت اور  
سواسائی کے آداب کے خاتم سے اچھی طرح اسکو سمجھ لینا چاہیئے کہ میرے محبوب  
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام باتیں ہمیں نہ کیا کیا کی شکل میں عطا کی ہیں، یہ کسی  
اور کا نصاب نہیں ہے۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خلائی کام بھرنے والا یہ ہماری دولت ہے، یہ  
ہمارا خزانہ ہے، یہ ہماری چمک ہے، یہ ہماری خوشبو ہے، یہ ہمارے لئے ہے، ہمارے  
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے نسخہ کیمیا علاش کر کے دے دیا کہ کل جہنم میں جلنے لگو پھر یاد  
آجائے کہ کاش دنیا میں پیدا چل جاتا کہ یہ چھوٹا سا گلکرو ہمیں جہنم میں لے جائے گا تو  
ہم احتیاط سے کام لیتے، اس سے کبھی کسی کو گالی نہ کلتے، اس کا غلط استعمال نہ  
کرتے، یہ سب کچھ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بیان کر دیا اور ہمیں یہ  
سشنے نانے کی توفیق دے دی۔

آج ہمیں یہ پاک عہد کر لیما چاہئے کہ ہم اس زبان کی پوری حفاظت کریں گے، بات کرنے سے پہلے یہ سوچیں گے کہ وہ کس کے بارے میں بولی جا رہی ہے، کس حالت میں بولی جا رہی ہے، اس کا تعلق اصلاح کے ساتھ ہے یا فساد کے ساتھ ہے، اس کا تعلق خبر کے ساتھ ہے یا فتنے کے ساتھ ہے، جس وقت انسان یہ پہچان پیدا کرے گا تو یہ زبان بندے کیلئے رحمت کی تربجان بن جائے گی، اس کی معمولی سی حرکت سے رحمتوں کے پھول برستے رہیں گے اور بندہ ساری زندگی اللہ کی رحمت کی خوبیوں میں بسر کرتا رہے گا۔

### ﴿آداب زبان﴾

**پہلا ادب:** عقیدے کی حفاظت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آداب زبان ہمیں سکھائے ہیں، ان میں سے سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ اللہ کا حق پہچاننا، اس کی ذات، اس کی صفات اور اس کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے ادب سے بولنا۔ اس کا حکم ہوا رہم کہیں کہ یہ بڑا اخت ہے، اس کی سزاویں کے بارے میں کہیں کہ یہ انسانی حقوق کے خلاف ہیں، اس کے نظام کے بارے میں ہم کہہ دیں کہ معاذ اللہ یہ پرانا نظام ہے، یہ الفاظ بندے کو فرنگی وادی میں تحمل دیں گے، وہ اپنی طرف سے برداشت مانند ڈھنا ہوا ہے اور نئی روشنی کی ہاتھیں کر رہا ہے لیکن اس کو یہ خبر نہیں کوہا اپنے خالق کے بارے میں تختیہ کر رہا ہے، اپنے ماک کے بارے میں بول رہا ہے، وہ رب ذوالجلال کے بارے میں زبان کو جبکش دے رہا ہے تو اس سے ہلاکت آجائے گی۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے کتنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سمجھا ہے، جب صحابہ کرام کو فرمادیا تھا کہ:

لَا تَقُولُوا رَأَيْنَا وَ قُولُوا اَنْظَرْنَا

(القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، رقم السورۃ: 2، رقم الآیۃ: 104)

بولنے کو قرآن ایسا بھی لفظ ہی ہے، انظر بھی لفظ ہی ہے، دونوں زبان سے ہی لفظ ہیں مگر اللہ تعالیٰ رأیں ایسا پر دعید کا اعلان کر دیا۔

اس واسطے کہ اس کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اس کا ایک معنی خراب بھی بتا ہے جس کی وجہ سے تو ہیں ہو سکتی ہے، رب ذوالجلال نے پابند کر دیا کہ جن کے صدقے تمہیں ایمان ملا ہے تمہیں زبان سے بول کر آن کی ذات پر تقدیم کرنی چاہیئے نہ آن کی صفات پر تقدیم کرنی چاہیئے، نہ ہی آن کی سنت پر تقدیم کرنی چاہیئے اور نہ ہی آن کی تعلیمات پر تقدیم کرنی چاہیئے، تم اپنی زبان کو سنبھال کے رکھو۔ اگر کوئی شخص معاذ اللہ و آنہ کے خلاف بولتا ہے تو اس کو سوچنا چاہیئے وہ کس کی سنت پر حملہ کر رہا ہے، اگر کوئی عما می پر تقدیم کرتا ہے تو اس کو سوچنا چاہیئے، اگر کوئی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقدیم کرتا ہے تو اس کو سوچنا چاہیئے کہ اس نے کہاں جا کے ہاتھ دا لا ہے، اس کی زبان نے کہاں جا کے حملہ کیا ہے۔

یہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے آواب ہیں کہ زبان جب بول رہی ہو تو اتنی احتیاط سے بولے کہ معمولی سی کچھی بھی نہ ہونے پائے اور زبان سے اُن ذوات کی ہر جہت سے تعریف متو صیف نکل رہی

ہو، ہر لحاظ سے زبان جب مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ کی شناکر رہی ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں درود وسلام پڑھ رہی ہو۔

**دوسرा ادب:** زبان کو جھوٹ سے بچانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:  
 إِذَا سَخَدَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنَّهُ الْمُلْكُ ..... جس وقت کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو  
 فرشتہ دو رہ جاتا ہے، رحمت کا فرشتہ اس کے قریب نہیں آتا،  
 میلًا ..... ایک میل دو رضا جاتا ہے،

مِنْ نُنْنِ هَا جَاءَ بِهِ ..... اس واسطے کہ ایک جھوٹ کے بولنے سے بندے کے منہ سے اتنی بدبو آتی ہے کہ فرشتہ قریب طبری نہیں ملتا، وہ رحمت کا فرشتہ جس کو بندے کا قرین بنایا گیا تھا، جس نے بندے کیلئے رحمت کا سامان پیدا کرنا تھا، ایک جھوٹ کی وجہ سے تنفس ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے بندے کا خسارہ ہو جاتا ہے اور بندہ نجاستوں کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب الصدق والكلب، ج: 4، ص: 348، رقم الحديث: 1972)

لہذا جھوٹ کو کوئی معمولی حرام نہ سمجھا جائے، یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ جس سے سحر امنہ بدبو سے بھر جاتا ہے اور بدبو بھی تھوڑی سی نہیں، اتنی زیادہ ہے کہ میل، میل تک اس کے منہ کی بدبو محسوس ہوتی ہے۔

لہذا بندہ جس وقت اپنے منہ کو محفوظ رکھتا ہے کہ اس میں کوئی گندگی داخل نہیں ہوئی چاہیئے، اس میں سے کوئی بدبو نہیں آتی چاہیئے، اس بدبو سے بھی بندے کو اپنا منہ

بچانا چاہیے کہ بھی بھی اس کی زبان سے خلاف واقع کوئی بات نہیں لفظی چاہیے۔  
اس مسئلے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ شاید کوئی اسکی بڑی چیز ہوگی، جو ہم ہوئیں گے تو پہلے  
پڑھ چلے گا کہ یہ جھوٹ کا بوجھ آ رہا ہے۔ آج جھوٹ بولنا ہماری عادت ہے اگر ہے، جھوٹ  
بولتے ہوئے خیال ہی نہیں آتا کہ کتنے جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔

ایک دو کاندر وکان پر بیٹھا ہے، صبح و شام تک کوئی حساب ہی نہیں کرتا کہ اس نے گناہ کرنے  
کے ہیں؟ وہ سواری پر بیٹھا ہے، سواری کو اتنا رتے اور چڑھاتے وقت پڑھنے کے  
جو جھوٹ بول گیا ہے، ایک بندہ کسی ففتر میں بیٹھا ہے وہ مسلسل جھوٹ بولتا جا رہا ہے۔  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرمادیا:

**حَقِّيْ بِالْمُرْءِ حَذِّرْنَا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ..... بَنْدَے كے جھوٹا ہونے کیلئے  
صَرْفَ يَكْنَى كافی ہے کہ جو سنتے، وہی سنادے۔**

(صحیح مسلم، المقدمة، با ب: النہی عن الحدیث بكل ما سمع، ج: 1، ص: 8، رقم  
الحدیث: 7)

جو بات سنتے وہی بیان کر دے، اس کے ہارے میں کوئی حقیقتی نہ کرے، ایک خبر سنی  
تھی تو رأس کو بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم دیکھنا چاہیے ہو کہ جھوٹا انسان  
کون سا ہے؟ تو یہ جھوٹے کی علامت ہے کہ جو بات سختا ہے، پر اپنگندہ شروع کر دیتا  
ہے، وہ بات کسی سے اس نے سنی لیکن اس نے حقیقت معلوم نہ کی، بلکہ اس کو  
بیان کرنا شروع کر دیا، اپنی طرف سے اس کو روایت کرنا شروع کر دیا، اپنی طرف سے  
اس کو بولنا شروع کر دیا۔

دوسرا معاطلہ میں کہ جن کو جان بوجھ کے خلاف واقع بیان کرتا ہے، دن تھا یہ رات بتا رہا ہے، رات کا وقت تھا یہ اس کو دن کہہ دھاتا، وہ تو علیحدہ معاطلہ ہوئے بلکہ یہاں تک جھوٹ کا دائرہ وسیع ہے کہ سنی سنائی آگے بیان کر دینا، یہ بھی بند کے کو جھوٹا بنا دیتی ہے۔ سچا انسان وہ ہے جو کسی کے بارے میں سچ بولتا ہو، کسی خبر کو بیان کرنا ہوتا تو پہلے اس کے ماغذہ کو دیکھئے کہ یہ خبر آئی کہاں سے ہے، یہ بیان کس نے کی ہے، اس میں صداقت کتنی ہے، پھر اپنی زبان سے اس کو بیان کرے، جو سنتے، وہی آگے سناد لے تو یہ جھوٹ ہے، یہ ہم میں کتنا رائج ہو چکا ہے، ہم کتنی کسی بات کی تحقیق کرتے ہیں، جب کسی کے بارے میں آ جاتا ہے کہ وہ اس طرح کا ہے، اسی سے آگے یہ سلسہ شروع ہو جاتا ہے وہ جس طرح اس کو بیان کرتا ہے، جس کے بارے میں سناتا ہے اسی طرح کا قرار دے دیا جاتا ہے۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب تم زبان کو اپنی طرف سے چاڑھے ہو تو اب تم ذمہ دار ہو، جس نے پہلے بات کی اس کا وہ ذمہ دار تھا، لہذا پوری طرح تحقیق کے بعد بات بیان کرو، اس واسطے کہ تمہیں ہر جملے کا حساب دینا پڑے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کتنا احتاط کر دیا۔ ہم اپنے بچوں سے وعدے کرتے ہیں اور جس وقت وہ رورہے ہوتے ہیں تو ان کو چپ کرانے کیلئے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں، شریعت میں یہ بھی جھوٹ شمارہ ہوتا ہے، اس پچے کو چپ کرانے کیلئے جو بولا جا رہا تھا، جو ظلاف واقع باتیں کی جاری تھیں اور جو روزانہ عادت کا حصہ

ہیں، ایک ہی وقت میں نبیوں کرداری جاتی ہیں، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک رہا کہ ہمچے سے بھی بات کرو تو خلاف واقع بات نہ کرو، بلکہ جو بات حقیقت پر منی ہے وہ پھر سے کرو۔

انسان ایک سودا بیچنے کیلئے دس جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے، سودا بیچنے وقت واقع کے مطابق صور تحال کو بیان نہیں کرتا، اُس کے بر عکس بیان کرتا ہے، وہ چیز کسی اور جگہ کی بنی ہوئی ہے یہ میدان فلاں بتاتا رہتا ہے، اُس کی حیثیت کوئی ہے لیکن یہ کوئی اور حیثیت بیان کرتا ہے،

یہ سارے جھوٹ ہیں جس کی وجہ سے اُس دو کامدار کو، اُس تاجر کو قیامت کے دن کیا گریبی ملے گا، میدان حشر میں اُس کی پیچھے پر غدر کا جھنڈا الہارا دیا جائے گا، وہ جھدر چلے گا، پیچھے پر جھنڈا الہارا رہا ہو گا کہ یہ وہ ہے جو جھوٹ بول کے سودے بیچتا تھا، یہ وہ ہے جو جھوٹی قسمیں اٹھاتا تھا، یہ وہ ہے جو لوگوں کفر یہب دیتا تھا، جو فراؤ کرتا تھا، اگر وہ زبان کو غلط چلانے گا تو حشر میں یہ ذلت ہو رہی ہوگی اور اگر بچ بولے گا تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

**اَكْتَاجِرُ الصُّدُوقُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّابِرِيِّينَ وَ الشَّهِيدَاءِ ..... جو تاجر بھی ہو اور بچ کا دھنی بھی ہو، ہم اُس کو قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ سیٹ دلوادیں گے، وہاں اُس کا شمار ہو گا۔**

(جامع الغرمذی، کتاب الیوں، باب: التجار و تسمیۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم ایاهم، ج: 3، ص: 515، رقم الحدیث: 1209)

سب سے بڑا ادب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوات

کے بعد یہ بندہ جھوٹ سے پاک رہے، ان کے معاملے میں بولنے کی احتیاط کے ساتھ ساتھ اس سے بچ لگائے اور یہ جھوٹ سے محظوظ رہے تو یہ زبان بند کے کو جس وقت صداقتوں کا مین بنائے گی تو اس کے ساتھ اس کو جنت کا مکیں بھی ہنادے گی۔

### ﴿تیرا ادب: غیبت سے بچا﴾

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ..... تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کرے،  
أَبِحَبْ أَهْدُوكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَجَرْ هُنْمُوَةُ ..... کیا تم میں سے کوئی  
بندہ یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے فوت شدہ بھائی کا کوشت کھائے، جب یہ کوئی بھی پسند  
نہیں کرتا تو یہ غیبت کرنا فوت شدہ بھائی کے کوشت کھانے کے مترادف ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، رقم السورۃ: 49، رقم الآیۃ: 12)

زبان جس وقت بے لگام چلے گی، زبان جس وقت ناجائز بولے گی، زبان پیشے کے پیچھے جس کے عیب بیان کرے گی تو یہ عمل شریعت میں کیا قرار پائے گا، کویا کہ وہ فوت شدہ بھائی کا کوشت کھا رہا ہے۔

آج اس میں بھی ہمیں بڑی اصلاح کی ضرورت ہے، اس وقت جو رحمت کے دروازے کھلتے ہوئے ہیں، اس میں ایک ماحول بنا ہوا ہے، اس زمی میں دل پر ضرب لگا کر ہم اپنے دل کو سیدھا کر لیں کہ یہ براہی ہم میں کس طرح رج بس گئی ہے، ہم جہاں بیٹھتے ہیں اور کوئی موضوع ہوتا ہی نہیں کسی کی غیبت کی جاری ہے، کسی کے عیب کو بیان کیا جا رہا ہے، بیٹھتے بیٹھتے جنم کا سامان کیا جا رہا ہے۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: میرا امتی اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اور اپنی زبان سے کسی وقت بھی شبیت نہیں کرے گا اور اس کی زبان سے سارے مسلمان ہر وقت محفوظ ہیں گے۔

### حضرت ماعز اسلامی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت ماعز اسلامی رضی اللہ عنہ آپ کی با رگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بدکاری کر ریجھا ہوں، مجھ پر حد لگاؤ، چا رہا رہوں نے جنم کا اقرار کر لیا چونکہ وہ شادی شدہ تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ جاؤ اس کو رجم کرو، تو حضرت ماعز اسلامی کو میدان میں پہنچایا گیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہاں پہنچے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تشریف لے گئے، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا گیا، سنگار کیا گیا، پتھر مارے گئے، خون بہتا رہا، بدن کے چیخڑے اڑ گئے، ایسے عالم میں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے تو دو انصاری صحابی آپس میں ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چے گموئی کو سن لیا، وہ دونوں آپس میں اس طرح باتیں کر رہے تھے، کہنے لگے:

لَمْ تَذَغَّلْ نَفْسًا ..... یہ ماعز رضی اللہ عنہ کتنا بھولا تھے کہ انہوں نے اپنی شکایت خود لگادی، خود اپنا جنم بتا دیا، یہاپنا جنم چھپائے رکھتے تو تھی جاتے، انہوں نے اپنا آپ ظاہر کر دیا، رُّحْمَ رَجْمُ الْكَلْبِ ..... ان کو یوں مارا گیا جیسے کتوں کو مارا جاتا ہے،

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ پر جنم کی وجہ سے حدگنگی ہے، جنم سے پاکی کا بندوبست خود کروالیا، ان کو طبہارت مل گئی تھی، ان کے ہارے میں دو صحابے جب یہ جملہ بول تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جملہ سن لیا، لیکن آپ نے اس پر فوراً کوئی تبصرہ نہیں کیا، چلتے چلتے تھوڑی دریے کے بعد آپ نے راستے میں ایک مرد ہوا گدھا دیکھا، اُس کی ناگلیں اکثر چھیس تھیں، اس سے بدبو آرہی تھی، اس حالت میں وہ گدھا پڑا ہوا تھا، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 اُینْ قُلَانْ وَ قُلَانْ ..... وَ فَلَانْ، فَلَانْ كَوھرِیں،

تو وہ فوراً حاضر خدمت ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم حاضر خدمت ہیں، ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:  
 كُلَا مِنْ جِيْقَةٍ هَذَا الْحِمَارِ ..... چلو دونوں یہ گدھا کھاؤ،  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حکم دیا تو دونوں ہڑے متوجب ہوئے، کہنے لگے:  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہر ساعت اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، آپ نے ہمیں پاک چیزیں کھانے کا حکم فرمائکھا ہے، پلیید کھانے کا تو آپ نے کبھی حکم نہیں دیا، جبکہ یہ تو پلیید ہے، مردار ہے، حرام ہے اور پھر اس سے بدبو آرہی ہے اور سو جا ہوا ہے، تو آپ اس کے کھانے کا حکم کس طرح فرماتے ہیں، ہمیں توجب ہو رہا ہے۔

مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا ..... اس کو کون کھاتا ہے، یہ مرد ہوا گدھا ہے اور پھر سو جا ہوا بھی ہے، اس سے بدبو آرہی ہے، بھلا اس کو کون کھاتا ہے؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 مَا يَلْتَمِسُ مِنْ عِرْضٍ أَخْيَّحُكُمَا آئِنَّا أَشَدُّ مِنْ أَكْلِ مِنْهُ ..... اس کو تم نہیں کھا  
 سبے اس سے زیادہ بہدوالی پیز کو تم ابھی کھار ہے تھے،  
 مَا يَلْتَمِسُ ..... جو تم نے تناول کیا، جو تم نے ابھی کھایا،  
 مِنْ عِرْضٍ أَخْيَّحُكُمَا ..... اس ما عز کی حرمت پر حملہ کر کے جو تم نے کھایا،  
 آئِنَّا ..... ابھی تم نے جو کھایا،  
 أَشَدُّ مِنْ أَكْلِ مِنْهُ ..... وہ اس مردار گدھے کے کھانے سے بڑا معاملہ تھا،  
 اس وقت تمہیں ہوش نہیں آیا، اب کہتے ہو کہ اس مردار کو کون کھاتا ہے، میرے  
 صحابہ ہوش سے یو لو، جس وقت اس زبان سے تم لفظ نکالو گے کسی کے بارے میں تو  
 تم اس کا کوشت کھار ہے ہو گے۔

حضرت ما عز اگر چہ گنہگار تھے لیکن ان کی تو پہ کتنی قبول ہو گئی ہے، تمہیں خبر نہیں ہم نے  
 جو حدود پناہ کی ہیں یہ تو بندے کو نوازتی ہیں اور بندے کو اتنی طہارت دیتی ہے کہ وہ  
 بندہ پاک و صاف ہو جاتا ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفِيَ بِيَدِهِ ..... مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ مدرس میں میری  
 جان ہے، میرے ما عز کو رائہ کہنا، میرے ما عز کے خلاف نہ بولنا، میرے ما عز کے  
 خلاف زبان کو روک کر رکھو،  
 إِنَّهُ الْآنَ لِقَىْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْقَمِسُ فِيهَا

میرے صحابہ میں دیکھ رہا ہوں وہ جنت کی نہروں میں غولے لگا رہے ہیں، اتنی حد کی پہ  
سے پاک ہو گئے ہیں کہ وہ جنت میں پہنچ گئے ہیں اور جنت کی نہروں میں غسل کر رہے  
ہیں، فردوس کے وہ دارث بان پچکے ہیں

(سنن أبي داود، كتاب الحدود، باب: رجم ماعز بن هالك،

ج: 4، ص: 255، رقم الحديث: 4430)

یہ بھی پڑھ چلا کہ "الآن" کا لفظ بول کر رواں تبرہ کیا ہے، براہ راست کشتری جنت پر کروی  
ہے کہ حضرت ماعز میری نگاہوں کے سامنے ہیں، اگرچہ ماعز دنیا سے چلے گئے ہیں لیکن وہ  
اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں پہنچ چکے ہیں، میری آنکھ حضرت ماعز کو دیکھ رہی ہے، وہ عام  
جنت میں نہیں، جنت کی نہروں میں موجود ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں غسل کر رہے ہیں،  
اس واسطہ ان کے خلاف کوئی بات نہ کرے۔ اب یہاں سے سوچ لو کہ ان کی زبان پر کون  
سے جھلے تھے لیکن ہماری زبانوں پر کہیں زیادہ جھلے ہیں اور ہماری عادت میں ایسی باتیں  
رچ بس پچلی ہیں اس سے کہیں زیادہ زبان ۲۵ گز رچاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی  
شریعت ہماری رہنمائی کر رہی ہے کہ زبان کو بچا کے رکھنا، سنپال کے رکھنا، یہ حوری ہی  
گہرے گی تو اتنا ہر اعمال ہو جائے گا کہ جس کی وجہ سے سنپال ناہی امشکل ہو جائے گا۔

پھر یہاں سے یہ بات بھی سمجھو گئی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس برائی پر رذ  
عمل ظاہر نہیں کیا، کچھ دور یہ بعد کیا، تو ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی برائی کو رذ کرنے کیلئے اچھے موقع  
کا استغفار کیا جائے، اس وقت ہی رذ تو کیا جا سکتا تھا مگر جس وقت گدھا سامنے تھا اور  
کھانے کی دعوت دے کر ان کو سمجھایا تو اب اس سے ان کو اچھی طرح سمجھو گئی۔

ایسے ہی برائی کو روکنے کے لحاظ سے اس برائی کو روکنے کا مناسب وقت دیکھنا، یہ بھی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت کا تقاضا ہے۔ آج جس وقت کوئی آواز پہنچ کرتے ہیں تو کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ آج سے پہلے تو یہ مسئلہ بیان نہیں ہوا تھا، اب آپ نے یہ شروع کر دیا تو مناسب وقت اور اس کی تاثیر کے لحاظ سے بات کرنا یہ بھی حکمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے یہ اس وقت بھی غیبت بڑی تھی، جب خاموش تھے، لیکن بعد میں مرا ہوا گدھا سامنے آ گیا تو اب ان کو اچھی طرح شرمندہ کیا جا سکتا تھا اور اچھے انداز میں اس حقیقت کو واضح کیا جا سکتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین حکمت عملی سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھایا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ ان سے صرف ایک غلطی ہوتی تو پھر ہمیشہ کیلئے محتاط ہو گئے اور ہمارے لئے ان کی سیرت کو مشعل راہ بنادیا گیا۔

### غیبت کی تباہ کاریاں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوزبان کے آداب بتائے ہیں، غیبت ان میں سے ایک بڑا اعمالہ ہے۔

بالخصوص الزوار ج میں ان دعویٰ رتوں کا ذکر ہے جنہوں نے مل بیٹھ کر غیبت کی تھی، جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ تم سارے روزہ رکھو، مگر روزہ افطار اس وقت کرنا جب میں آؤں گا، مجھ سے پہلے کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے، سارے روزہ میرے پاس آ کے افطار کریں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزہ رکھ لیا۔

شام کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ:  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو خواتین ہیں، جنہوں نے روزہ تو رکھا ہے مگر وہ آپ  
کے پاس آ کر روزہ افطار نہیں کرنا چاہتیں، وہ شرم محسوس کرتی ہیں۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آن کو بلاو،  
تو جس وقت آن دو خواتین کو بلا یا کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اس پیلہ میں تم دونوں تجھی کرو، الٹی کرو۔

ان دونوں نے جس وقت پیالے میں قمی کی تو وہ پیپ کی قمی تھی اور مجھے ہوئے  
خون کی قمی تھی اور گندے بد بودار کوشت کے لکڑوں کی قمی تھی، تو رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَامَتَا عَمَّا أَحَلَ اللَّهُ لَهُمَا ..... ان دونوں نے حلال چیز سے تو روزہ رکھلیا،  
کھانا، پینا ویسے تو حلال تھا، روزہ رکھ کے کھانے پینے سے تو اجتناب کیا، لیکن  
أَفْطَرَتَا عَلَى مَا حَرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ..... جو اللہ نے حرام کیا ہوا تھا اس پر  
روزہ کھوتی رہیں۔

(الزواجر عن الفراف الكافر، کتاب الكاح، بہب: الکیرۃ الفائعة و الفاسعة و الاربعون  
بعد العائین: العیة و السکوت علیها رحرا و تقریرا، ج: 2، ص: 13)

کھانا، پینا حلال تھا مگر وہ روزے کی وجہ سے نہیں کھایا، اس کے نکھانے پر  
انہوں نے پابندی کی، لیکن غیبت روزے کے علاوہ بھی حرام تھی، وہ  
روزے کی حالت میں یہ کرتی رہیں یا اس غیبت کا نظارہ نظر آ رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترافق ہے اور کس طرح غیبت میں بھائی کا گوشت کھایا جاتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ دکھانے پر آئے تو دکھا سکتا ہے۔

فرمایا: تم نے دیکھا کہ ان کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے لٹکے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں آپس میں جس وقت مل کر بیٹھیں تو کسی مسلمان کا یوں ہی تذکرہ شروع کر دیا اور یہ غیبت کرتی رہیں، انہوں نے روزہ بھی رکھا ہوا تھا اور افطار بھی کر رہی تھیں، معاملہ بہاں تک گزر چکا تھا کہ یہ گوشت کھاتی رہیں۔

اس واسطے تمام حضرات و خواتین کو اور ہم سب کو اپنے رو یہ پر زبان کے لحاظ سے بھی نظر ہاتی کرتی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ زبان ہماری تھوڑی سی نیکیوں کی پوچھی میں آگ لگاتی رہے۔ اس واسطے آج ہی تھیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زبان کا ایک نظام بنانا چاہیئے کہ جب بولے تو یوں بولے کہ جنت کا دروازہ کھلے اور خالق کائنات کی رحمتوں کا نزول ہونا شروع ہو جائے۔

### ﴿چوتھا ادب: زبان سے کسی کو گالی نہ دینا﴾

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیز الوداع کے موقع پر مسلمان کی عزت کو مکہ شریف کی عزت کے ہم پلہ قرار دیا، اور اس کی عزت کو کعبہ شریف کی عزت کے برادر قرار دیا، تو پھر اس مسلمان کو گالی دینا اور اس پر طعن کرنا اور اس پر ناجائز جملوں سے پھیتیاں کرنا، یہس طرح روا ہو سکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بارہا ایسے امور سے منع فرمایا ہے اور پھر مذاق اڑانے والوں کی بھی مذمت بیان کی گئی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

**لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَلَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ ..... کوئی قوم کسی**

**قوم کا مذاق ناڑائے،**

کسی کا تم خاذلان کے لحاظ سے مذاق اڑاتے ہو، کسی کا کاروبار کے لحاظ سے تم مذاق اڑاتے ہو، کسی کے بارے میں کہتے ہو کہ فلاں کی ہے، اس کا فلاں ذات کے ساتھ تعلق ہے، میں چوبہ دری ہوں، میرا فلاں قوم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس سے مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

**عَلَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ ..... ہو سکتا ہے یہ جو کسی پر فس رہے ہیں، وہ ان سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کے دوبار میں بہتر ہو، اس واسطے کسی کا مذاق ناڑاؤ،**

**وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِسَاءٍ ..... نبھوتیں عورتوں کا مذاق اڑاؤ،**

کسی کو دیکھا اس کا مذاق ہرگز نہ کریں اور بالخصوص آج تو شریعت کی وجہ سے مذاق اڑایا جاتا ہے، کہا جاتا ہے یہ تو پر وہ کرتی ہے، یہ تو قدامت پرست عورت ہے، اس کو تو نبھی دنیا کا پتا ہی کوئی نہیں، اس کو آج کے رسم و رواج کی تو کوئی خبری نہیں ہے۔ اس سے بھی بڑی بلا کرت یہ ہے کہ کسی پر دین کی وجہ سے تنقید کرنا اور دین کی وجہ سے اس کا استہزا کرنا اور کسی کے ہر سام لینا، کسی کو ذلیل کرنے کیلئے اس کے لفاظ بکھڑو دینا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ ..... کسی کو تم طعنہ نہ دو،  
وَلَا تَنَابِرُوا بِالْأَلْقَابِ ..... اور کسی کے رے لقب نہ بناو۔

(القرآن الکریم، سورہ الحجروات، رقم السورة: 49، رقم الآية: 11)

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو کسی کو سب سے اچھا نام ملتا ہو وہ نام لے کر اس کو پکارا کرو، جو اپنے لئے اچھا نام پسند کرتے ہو، اُسی سے دوسرا کو آواز دیا کرو اور دوسرا یہ کہ کسی ایسے نام سے آواز نہ دو جو تم کو ناپسند ہو اور پھر کسی نام کو بگاڑ کے اُس کو نہ بلاؤ اور کسی کی تو ہیں کیلئے اپنی طرف سے کوئی نام نہ رکھو، یہ سارے الفاظ زبان کی بے لگائی کے ہیں۔ انسان جس وقت محتاط ہو گا تو پھر وہ صحیح نام لے گا، کسی پر طعن نہیں کرے گا اور پھر کسی کو ستانے کیلئے بھی مناق کرے گا۔

یہ زبان کی حدود ہیں، ان کے اندر رہے گی تو زبان اُس کا نشان رہے گی اور یہ زبان میر باقی کیلئے جنت میں سما پیدا کر دے گی۔

### ﴿ حکماء کا قول ﴾

انسان نے زندگی پھر جب گفتگو کی تو اچھی گفتگو کی، ورنہ خاموش رہا، اس واسطے حکماء کے حکمت پھرے جملے موجود ہیں:

إِنَّ كَانَ الْكَلَامُ فِضَّةً فَالسَّكُوتُ ذَهَبٌ ..... اے لوگو! اگر کسی کا کلام چاہدی بھی ہو تو خاموشی پھر بھی سوتا ہے، خاموشی کا ریث سونے چیسا ہے۔

(الصِّيَحةُ الْكَالِيَّةُ، الْبَابُ الْأَوَّلُ: الصِّيَحةُ لِلَّهِ، الْفَصْلُ الْأَلَّ: التَّسْلِيمُ فِي الْحُكْمِ،

المطلب الثاني: المطرد، الفرع الرابع: الباطل، ص: 10)

اس واسطے اپنی زبان کے دائرے کو پچھا نتا بڑا ہی ضروری ہے۔

## ﴿مَنْ كَفَرَتْ قَصْهَةُ كَوْكَبِ لَيْلَةِ نَصِيحَةٍ﴾

پھر آداب کے لحاظ سے یہ ہے کہ لوگ بعض قصے گھر لیتے ہیں اور لوگوں کو ہمانے کیلئے سوریاں بنایتے ہیں، یہ بھی کچھ لوگوں کا راوی ہے، ان کا طریقہ ہی یہ ہے کہ اپنی طرف سے قصے گھرنا اور پھر لوگوں کے سامنے اُس کو اس واسطے بیان کرنا تاکہ لوگ اس کو سن کر نہیں، لوگ مسکرا کیں، اس سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور واضح طوراً پ سلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے:

**وَنُذِّلَ لِمَنْ يَحْدِثُ فِيْكُذِبُ ..... اُس بندے کیلئے بلا کرت ہے جو بولتا ہے تو جھوٹی بات کرتا ہے، کیوں؟**

**لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمُ ..... تاکہ وہ لوگوں کو ہائے۔**

(مسند عبد الله بن مبارک، ج: 1، ص: 19، رقم الحديث: 17)

جو لوگوں کو ہمانے کیلئے جھوٹ گھرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، سوریاں بناتا ہے، داستان ترتیب دلتا ہے، حالانکہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ جھوٹ سے سب کچھ کر رہا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتا ہے ہیں: اس کی زبان بھی حفاظت میں نہیں رہی، اس شخص نے بھی اپنی زبان کو تباہ و بُرہ پا دی کیا اور زبان نے اس کو تباہ و بُرہ پا دکر دیا ہے۔

اس واسطے ان **مشغلوں** میں بھی شیست موسم سوچنا چاہیئے کہ ہم عام لوگوں جیسے نہیں ہیں کہ زبان جیسے آئے، چلتی پھرے، ہمارا خاص نصاب ہے، اُس نصاب نے ہمیں اجازت نہیں دی کہ ہم جھوٹی داستان ہنا کے لوگوں کو ہمانے کیلئے قصے گھرتے رہیں، اس معاملے میں بھی ہمیں اپنی زبان کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ لغو

بات سے احتساب کیا جائے، جس سے کوئی فتنہ آئھ سکتا ہواں سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ الْلُّغَوْ مُعْرِضُونَ ..... وہی لوگ کامیاب ہیں جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں، کوئی لغو جملہ نہیں بولتے، کوئی لغوبات نہیں بولتے۔

(القرآن الكريم، سورہ: المؤمنون، رقم السورۃ: 23، رقم الآیۃ: 3)

لغو سے احتساب رہے گا تو پھر زبان محفوظ رہے گی اور ہر گھری بندے کیلئے اس دلائل کا سامان پیدا کرتی رہے گی۔

### زیادہ ہنسنا بھی زبان کے آداب کے خلاف ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِيَّاكَ وَ كُثُرَةِ الْصِّحْلِكِ ..... زیادہ ٹھکڑھلا کے ہنسنے سے بچو،

إِنَّهُ يُمِيَّتُ الْقُلُبَ ..... جو بندہ ہنستا ہے اُس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب: ما جاء في الطاعات و نوایها،

ج: 2، ص: 76، رقم الحدیث: 361)

اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو دل زندہ ہوتا ہے، ہنستا ہے تو دل مردہ ہو جاتا ہے

### خاموشی کے فوائد

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ کتنا حکمت سے لبریز ہے، ارشاد فرمایا:

مَقَامُ الرَّجُلِ لِلصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِنَادِهِ سِتْمِينَ سَنَةً ..... ایک شخص سانچھ سال بندگی کرے لیکن وہ زبان پر کنڑوں نر کئے اور دوسرا شخص صرف خاموش رہتا ہے وہ نوافل و تجد

پڑھنے والا تھا ہے، اس بندے کی خاموشی اُس دوسرے کی سانحہ سالہ بندگی سے بہتر ہے۔  
 (شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب في حفظ اللسان،  
 فصل: في فضل السكوت عن كل ما لا يحبه وترك الخوض فيه، ج: 4، ص: 245-)  
 رقم الحديث: 4953)

اس واسطے کہ جب زبان خاموش رہے گی تو انسان فتنوں سے بچا رہے گا، اس کو  
 نجات مل جائے گی۔

غفلگو کو اس بات پر ختم کرنا ہوں کہ آپ نے سنا جھوٹ بولنے میں کتنی تباہی ہے اور  
 غمیت کا کتنا دبال ہے، لیکن ذرا غور تو کرو!

..... ایک غمیت ہے دامیں ہائیں کی، پڑوی کی،

..... ایک غمیت ہے حضرت خوشنما پاک رحمۃ اللہ علیہ کی،

..... ایک غمیت ہے حضرت دامت علیہ سلیمان بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی

..... ایک غمیت ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی

..... اور ایک غمیت ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی

وہ شخص کتنا بڑا مجھم ہے جو ایسی مقدس شخصیات کے بارے میں آج اپنی زبان کھوتا  
 ہے، اُن پر تنقید کرتا ہے، اُن پر الزام لگاتا ہے، اُن کی غمیت کرتا ہے، حالانکہ اللہ

تعالیٰ نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو ان کے بارے میں زبان کھولے گا میں اس کو جنگ کا  
 چینچ کر رہا ہوں تو اس واسطے ہر جھٹ سے اپنی آواز زبان کو مختوق رکھنا چاہیے۔

خالق کائنات جل جلالہ ہماری زبانوں کو شریعت کا پھرہ عطا فرمائے۔

آمين

بجاه سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ و  
 ازواجہ وسلم

وَآخِرُ دَعْوَاتَا أَنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ